سیلاب زدگان اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

پاکستانی قوم تاریخ کی شدید ترین آزمائش میں مبتلاء ہے۔ بحیثیت مجموعی ہمیں اس قدر امتحانات اور مشکلات سے کبھی دوچار نہیں ہونا پڑا۔ سیلاب کی وجہ سے زلزلے سے بھی زیادہ تباہی اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور خدشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں نقصانات میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس حادثے کے دوران ایک طرف تو جانی نقصان ہوا جس کی تلافی کی کوئی صورت ممکن نہیں جبکہ مالی نقصان کا ازالہ بھی شاید برسوں نہ ہو پائے، جن لوگوں کے گھروں کا تمام اثاثہ سیلاب کی نذر ہو گیا، جن کے مال مویشی بہہ گئے، زمینیں ویران ہو گئیں، گھر کھنڈرات میں بدل گئے، ان کے درد و کرب کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے احوال پڑھ کر، متاثرین سیلاب کی دلدوز داستانیں اور آپ بیتیاں سن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ہنستے بستے گھرانوں نے کب سوچا تھا کہ پانی کا ریلا ان کا سب کچھ یوں بہالے جائے گا لیکن انسان اللہ کے اُمر کے سامنے بالکل عاجز اور بے بس ہے۔

اس قومی حادثے کے بعد اگر چہ الحمدللہ پوری قوم میں بیداری کی ایک لہر دیکھنے میں آ رہی ہے اور ملک بھر میں ہمدردی اور ایثار کے حیرت انگیز مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ زلزلے کے بعد جس طرح کا جوش وخروش تھا بحیثیت مجموعی ویسا جوش وخروش نظر نہیں آ رہا۔ اس لیے ہمیں ان دنوں میں ایثار و ہمدردی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اور اسلاف کی شاندار روایات کی یاد دہانی کی ضرورت ہے۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے بندے سے دریافت فرمائیں گے" میں بھوکا تھا میں نے تم سے کھانا مانگا مگر تم نے مجھے کھانا نہ دیا...... میں پیاسا تھا میں نے تم سے پانی مانگا مگر تم نے مجھے پانی نہ دیا...... میں بیمار ہوا اور تم میری عیادت کو نہ آئے" بندہ عرض کرے گا" اے باری تعالیٰ! آپ تو بھوک، پیاس اور دکھ بیماری سے پاک ہیں، آپ کیسے بھوکے، پیاسے تھے اور آپ کب بیمار ہوئے؟" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے" میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، پیاسا تھا، بیمار تھا لیکن تم نے اسے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا، عیادت نہیں کی تو گویا کہ تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا اور میری عیادت نہیں کی"

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو جسدِ واحد سے تشبیہ دی ہے کہ اگر آدمی کے جسم کا ایک حصہ درد کر رہا ہو تو پورا بدن بے چین ہو جاتا ہے، اسی طرح جب کوئی ایک مسلمان مشکل میں ہو تو پوری ملت اسلامیہ کو بے تاب ہو جانا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دیوار کے ساتھ تشبیہ دی جس کی اینٹیں ایک دوسری کے لیے تقویت کا باعث بنتی ہیں اسی طرح مسلمانوں کو بھی مشکل کی گھڑی میں ایک دوسرے کا سہارا اور دست و بازو بننا چاہیے۔

حضرات صحابہ کرام کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں کہ انصار صحابہ کرام نے ایثار کی کیسی کیسی مثالیں قائم کیں؟ بکرے کی ایک سری سات گھروں میں چکر لگا کر واپس پہلے گھر میں لوٹ آتی تھی، وہ اپنے مہمان کے لیے چراغ گل کر دیتے، انہیں کھانا کھلاتے، اپنے بچوں کو بھوکا سلاتے اور خود بھی صبر شکر سے کام لیتے تھے۔ اس دور کے خلفاء کا احساس ذمہ داری یہ تھا کہ وہ فرات کے کنارے

بھوک سے مرنے والے کتے کی بھی فکر کیا کرتے ہے، اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد کر بھوکے پیاسے لوگوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آج انہی اسلامی تعلیمات وہدایات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے اور ہمارے حکمرانوں کو بھی وہی اسلاف کی مثالیں زندہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی ورنہ یہ حادثہ المیہ بن جائے گا اور المیہ بحران کی شکل اختیار کر جائے گا۔

اس بحران سے بچنے کے لیے جہاں ہر پاکستانی اور ہر مسلمان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہیں علمائے کرام اور ارباب مدارس اور بالخصوص حکمرانوں پر سب سے زیادہ بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

☆ سب سے پہلی اور بڑی ذمہ داری تو حکمرانوں کی ہے کہ وہ اس موقع پر محض زبانی دعووں، کھوکھلے نعروں اور سیاسی بیانات کی بجائے عملی اقدامات پر توجہ دیں۔ سیلاب کے بعد پیش آنے والی صورتحال کا حسن تدبیر، مستعدی اور دیانت کے ساتھ تدارک کریں۔

☆ بدقسمتی سے بعض حکومتی اہلکار اس صورتحال کو پوائنٹ سکورنگ اور اپنی سیاسی کشمکش اور چپقلش کو ہوا دینے کے لیے استعمال کررہے ہیں حالانکہ یہ وقت ایسا نہیں جب اس قسم کی افسوسناک سوچ اور قابل مذمت طرز عمل کا مظاہر کیا جائے۔

☆ حکومتی اداروں کے بارے میں بڑی تیزی سے رائے عامہ یہ بنتی جارہی ہے کہ پاکستانی قوم پر آنے والے حوادث اور مشکلات کے بعد بیرونی امداد سمیٹی جاتی ہے لیکن وہ اصل مستحقین تک نہیں پہنچ پاتی۔ حکمران اس سوچ کی نفی کے لیے دیانت سے کام لیں اور ہر قسم کی امداد کو درست مصارف پر صرف کرنے کا انتظام کریں۔

☆ اگر کالا باغ ڈیم اور دیگر ڈیم بنا لیے گئے ہوتے تو آج اتنا نقصان نہ ہوتا لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے قومی اور اجتماعی مفادات اور انتظامی معاملات کو محض لسانیت اور سیاست کی بنا پر پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ جو نہایت افسوسناک ہے۔ اس لیے اب بھی منصوبہ بندی، نئے ڈیموں کی تعمیر اور حسن تدبیر کا اہتمام کیا جائے۔

☆ حکمران اور عوام الناس سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیں اور فضول خرچی، وی آئی پی کلچر اور بیرونی دوروں سے کم از کم مشکل کی اس گھڑی میں اجتناب کیا جائے۔

☆ اس حادثے کے بعد عوام الناس کو چاہیے کہ وہ رجوع الی اللہ کا اہتمام کریں اور اجتماعی توبہ کی فضا بنائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان اور محب وطن پاکستانی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی خوب بڑھ چڑھ کر مدد اور خدمت کریں۔

☆ علمائے کرام، ارباب مدارس، مدارس دینیہ کے طلباء اور مذہبی رجحان رکھنے والے احباب الحمدللہ پہلے ہی اس سلسلے میں بہت فعال اور سرگرم عمل ہیں۔ دینی مدارس نے ابھی تک کروڑوں روپے کا امدادی سامان تقسیم کیا، بہت سے مدارس کے طلباء رضا کارانہ طور پر اپنی سالانہ تعطیلات رفاہی وفلاحی کاموں میں صرف کررہے ہیں لیکن ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اسے مزید منظم کیا جائے، اس مہم کو ایک تحریک کی شکل دی جائے، ہر مسجد لوگوں کے لیے پناہ گاہ بن جائے، ہر مدرسہ لوگوں کی ضروریات اور مسائل کے خاتمے کی جدوجہد کا مرکز بن جائے، ہر عالم دین اور ہر طالبعلم خود کو اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے وقف کردے کیونکہ یہ تاریخ کا نازک ترین مرحلہ ہے۔

اس وقت لوگوں کے ایمان بھی بچانے ضروری ہیں اور ان کی جانیں بھی بچانی ضروری ہیں، انہیں تسلی دینے کی بھی حاجت ہے اور وہ تعزیت کے بھی مستحق ہیں، ان کے زخموں پر مرہم رکھنا بھی لازم ہے اور ان کے درد کا مداوا بھی ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ علمائے کرام، ارباب مدارس، طلباء کرام اور تمام اہل ایمان اپنی سابقہ شاندار اور درخشندہ روایات کو ضرور زندہ رکھیں گے اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد اور خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔